غلبۂ دین کے لئے ہر احمدی داعی الی اللہ بننے کا عزم کرے

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۸؍جنوری ۱۹۸۳ء بمقام مسجد اقصیٰ ربوہ)

تشہد وتعوذ اور سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور نے سورۂ حٰمٓ السجدۃ کی درج ذیل آیت تلاوت فرمائی:

وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَآ اِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ اِنَّنِيْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ۝ (آیت:۳۴)

اور پھر فرمایا:

دنیا میں ایسے جتنے بھی لوگ ہیں جو کسی مطلوب کی طرف بلانے والے ہوا کرتے ہیں خدا تعالیٰ کے نزدیک ان میں سے سب سے زیادہ پیاری، سب سے زیادہ مستحسن اور سب سے زیادہ قابل تعریف آواز اس بلانے والے کی ہے جو اپنے رب کی طرف بلائے لیکن اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے کچھ شرطیں بھی مقرر فرمادیں۔

پہلی شرط یہ رکھی کہ وہ بلانے والا اپنے رب کی طرف بلا رہا ہو اور اس کا عمل اس کے قول کی پوری تصدیق کرتا ہو کہ وہ اپنے رب ہی کی طرف بلا رہا ہے، اپنی نفسانی خواہشات کی طرف یا شیطانی خیالات کی طرف نہیں بلا رہا اور عمل صالح اس کے قول کو حسین بنا رہا ہو کیونکہ قول کا حسن عمل کے قابل نفرت ہونے کے ساتھ زائل ہو جایا کرتا ہے۔ بلانے والا خواہ کتنے ہی خوبصورت مقصود اور مطلوب کی

طرف بلائے اگر اس کا عمل مکروہ ہو تو اسکے قول کا حسن بھی جاتا رہتا ہے۔

پس اللہ تعالیٰ نے عمل صالح کی شرط ساتھ لگا دی اور اس کے ساتھ ایک اور شرط بھی لگا دی فرمایا وَقَالَ اِنَّنِیۡ مِنَ الۡمُسۡلِمِیۡنَ ﴿۳۴﴾ ساتھ ہی پھر یہ دعویٰ بھی کرے کہ میں مسلمانوں میں سے ہوں کیونکہ اگر خدا کی طرف بلانے والا ہو اور بظاہر عمل صالح بھی رکھتا ہو لیکن اگر وہ اسلام کی طرف دعوت نہیں دیتا اور خود کو مسلمانوں میں سے قرار بھی نہیں دیتا تو یہ تیسری شرط باطل ہو جائیگی اور قول حسن کو بھی ساتھ ہی باطل کر دیگی۔ غرض ہر وہ شخص جسے اللہ تعالیٰ کی نظر میں ایک حسین داعی الی اللہ کا کردار ادا کرنا ہے اور ہر وہ شخص جو یہ چاہتا ہے کہ جب میں بلاؤں تو خدا کے پیار کی نظریں مجھ پر پڑیں اور میرا قول حسین ہو جائے اس کے لئے قرآن کریم کی تعلیم کے مطابق یہ تین شرطیں لازم ہیں۔ وہ بلائے اپنے رب کی طرف اپنی خواہشات کی طرف نہ بلائے، اپنے ذاتی مقاصد کی طرف نہ بلائے اور خدا کے نام پر بلا کر پس پردہ کچھ اور مقاصد نہ رکھتا ہو، خالصتاً اللہ کے لئے بلا رہا ہو۔ مثلاً جماعت احمدیہ دنیا کو خدا کی طرف بلا رہی ہے۔ اگر کسی جگہ اس دعوت الی اللہ کا مقصد یہ ہے کہ ہماری تعداد بڑھ جائے اور ہم دنیاوی غلبہ حاصل کر لیں تو یہ اللہ کی طرف بلانا نہیں رہے گا۔ ہماری دعوت محض اللہ کے لئے ہے اس لئے ہر احمدی کو چاہئے کہ اللہ کے سوا کوئی اور مقصود اس میں شامل نہ کرے تا کہ یہ بات اس دعویٰ کو گندا نہ کر دے۔ نہ کوئی ذات اس کا مقصود ہو اور نہ کوئی جماعت، نہ کوئی اور اِلٰہ اس کا مقصود ہو اور نہ کوئی خواہش، وہ خالصتاً اللہ کی طرف بلا رہا ہو اور اس کا عمل صالح اس بات کی تصدیق کرے کہ ہاں اپنے رب ہی کی طرف بلا رہا ہے۔

عمل صالح کیا ہے؟ اس سلسلہ میں رب کی طرف بلانے والوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے ایک سودے کا اعلان فرمایا ہے۔ اور اس نسبت سے عمل صالح کا خلاصہ اس سودے کے بیان کے اندر پیش فرما دیا گیا۔ فرمایا:

اِنَّ اللّٰہَ اشۡتَرٰی مِنَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ اَنۡفُسَہُمۡ وَ اَمۡوَالَہُمۡ بِاَنَّ لَہُمُ الۡجَنَّۃَ ؕ (التوبہ:۱۱۱)

کہ وہ لوگ جو میرے ہو گئے، جو میری طرف بلانے والے لوگ ہیں، جو خالصتاً مجھ سے ایک سودا کر چکے ہیں، ان کا سودا یہ ہے کہ اِنَّ اللّٰہَ اشۡتَرٰی مِنَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ اَنۡفُسَہُمۡ وَ اَمۡوَالَہُمۡ

خدا نے ان سے ان کے نفوس بھی خرید لئے ہیں اور ان کے اموال بھی خرید لئے ہیں۔ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ
اور اس کے بدلہ میں اللہ تعالیٰ انہیں جنت عطا فرمائے گا۔

اس آیت کے کئی بطن ہیں اس لئے اس کی مختلف تفاسیر کی جاسکتی ہیں اور مختلف توجیہات پیش کی جاسکتی ہیں لیکن اس موقعہ پر میں خصوصیت کے ساتھ اس بات کی طرف توجہ دلانے کے لئے یہ آیت پڑھ رہا ہوں کہ نفوس اور اموال دونوں اس سودے کا لازمی حصہ ہیں۔ نہ محض نفوس اس سودے کی شرط کو پورا کریں گے نہ محض اموال اس سودے کی شرط کو پورا کریں گے۔ پس ایسے لوگ جو عمل صالح کے دعویدار ہوں اگر ان دونوں چیزوں میں سے ایک کی بھی کمی آگئی تو ان کے عمل صالح میں نقص پڑ جائے گا اور اسی نسبت سے ان کی دعوت الی اللہ میں بھی نقص پیدا ہو جائے گا۔

جہاں تک مالی قربانی کا تعلق ہے اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ جماعت احمدیہ تمام دنیا کی جماعتوں میں خواہ وہ کسی مذہب سے تعلق رکھتی ہوں یا کسی سیاست سے تعلق رکھتی ہوں ایک نمایاں امتیاز کے ساتھ پیش پیش ہے۔ جہاں تک نفوس کی قربانی کا تعلق ہے بلاشبہ اس پہلو سے بھی جماعت احمدیہ دنیا کی دوسری جماعتوں سے آگے ہے۔ اگرچہ دوسری جماعتوں کی قربانی کے معیار مختلف ہیں لیکن ہماری قربانی کے معیار ان سے بالکل مختلف اور بلند تر ہیں اور اتنے بلند ہیں کہ ان کی قربانی کے معیار کے مقابل پر ہماری قربانی کے معیار کو وہی نسبت ہے جو زمین کو آسمان سے ہوسکتی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہر مومن سے سودا کیا ہے۔ وہ ایک جماعت کے چند نفوس پر راضی نہیں ہوتا، چند بلانے والوں پر راضی نہیں ہے بلکہ مسلمان کی تعریف میں اس بات کو داخل فرمادیا کہ اگر تم مسلمان ہو تو تمہیں لازماً خدا کی طرف بلانا پڑے گا اور تمہیں اپنے اسلام کو چھپانے کی اجازت نہیں دی جائے گی۔ اگر تم اسلام کو چھپا کر خدا کی طرف بلاؤ گے تو خدا کے نزدیک تمہارا یہ قول قول حسن نہیں رہے گا۔ پس اسلام کی قربانی کا معیار تو اتنا بلند اور اتنا وسیع ہے کہ ایک فرد بشر میں جو اپنے آپ کو ان لوگوں میں داخل کرنا چاہے جن کا قول خدا کے نزدیک حسین ہو جایا کرتا ہے، اسے قربانی کے دونوں معیار پر پورا اترنا چاہئے۔ یعنی مالی قربانی کے لحاظ سے بھی عمل صالح ہو اور نفس کی قربانی کے لحاظ سے بھی عمل صالح ہو۔
اس سے یہ ثابت ہوا کہ ہر مسلمان کے لئے نفس کی قربانی لازمی ہے اور دعوت الی اللہ بھی لازمی ہے۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ہر انسان اپنے دوسرے کاموں میں مشغول اور اپنی زندگی کی بقا

کی جدو جہد میں مبتلا ہوتے ہوئے اپنا سارا نفس کس طرح خدا کے حضور پیش کر سکتا ہے۔ تو اس سلسلہ میں قرآن کریم نے مختلف مواقع پر مختلف قسم کے گروہوں کا ذکر کرتے ہوئے بتایا ہے کہ کچھ سابقون ہیں، کچھ درمیانے درجہ کے لوگ ہیں، کچھ نسبتاً پیچھے رہنے والے لوگ ہیں، کچھ تیز قدموں سے چلنے والے لوگ ہیں، کچھ درمیانے درجہ کے لوگ ہیں، کچھ نسبتاً آہستہ چلنے والے لوگ ہیں۔ غرض قرآن کریم نے مختلف قسم کے انسان اور ان کی قربانی کا ذکر کر کے یہ باور کرا دیا ہے کہ ہر نفس کو کسی نہ کسی رنگ میں یہ بہر حال پیش کرنی ہوگی۔ کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں جو اپنا سارا نفس جماعت کے سامنے پیش کر کے دعوت الی اللہ کرتے ہیں اور اپنے وقت کا کچھ بھی باقی نہیں رہنے دیتے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمارا جو کچھ بھی ہے وہ خدا کا ہے، ہماری زندگی کا ہر لمحہ دین کے لئے قربان ہے، اب جس طرح چاہو کام لو، جس طرح چاہو خدمت لو، ہمارا اپنا کچھ نہیں رہا، سب کچھ خدا کے لئے وقف ہے۔ ان میں سے اکثر اپنے اس دعویٰ پر پورے اترتے ہیں اور اپنے عمل صالح کے ساتھ اپنے اس دعویٰ کی تصدیق کر دیتے ہیں۔ اور کچھ وہ لوگ ہیں جو کچھ نہ کچھ وقت دے سکتے ہیں۔ دنیا کے دھندوں میں لازماً قوم نے مبتلا ہونا ہے۔ اجتماعی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لئے بھی دنیا کمانا ضروری ہے لیکن مقصود ان کا بھی خدمت دین ہوتی ہے۔ چنانچہ جو اموال بڑی محنت کے ساتھ کماتے ہیں وہ خدا کے حضور پیش کر دیتے ہیں اور اس طرح وہ بھی اپنے دعویٰ کو سچا کر کے دکھاتے ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ نفوس بھی میرے حضور پیش کرنے ضروری ہیں بلکہ نفوس کا پہلے ذکر فرماتا ہے اس لئے ہر وہ احمدی جو مالی قربانی تو کر رہا ہے لیکن وقت کی قربانی پیش نہیں کر رہا وہ قرآن کریم کی اس آیت کی رو سے ایک لنگڑا مسلمان ہے۔ اس کی دو ٹانگوں میں سے ایک ٹانگ نہیں ہے اور لنگڑا ہونے کے نتیجہ میں انسان اپنی اجتماعی قوت کے سوویں حصہ کے قابل بھی نہیں رہا کرتا۔ یعنی دو ٹانگوں میں سے صرف ایک ٹانگ کے کٹنے کے نتیجہ میں انسان کی قوت آدھی نہیں ہو جاتی بلکہ بعض اوقات سوواں حصہ بھی نہیں رہتی اس لئے مسلمان دعویدار آدھا مسلمان رہ جائے یہ تو ایک بہت بڑا نقص ہے۔ پس اگر پہلے ضرورت تھی کہ نفوس کی قربانی میں جماعت بہت تیزی کے ساتھ آگے بڑھے تو آج اس سے بھی زیادہ ضرورت ہے۔

امر واقعہ یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں ہمارے جتنے مبلغ میدان میں کام کر رہے تھے آج اس کا سوواں حصہ بھی نہیں کر رہے جبکہ ضرورتیں پھیل چکی ہیں اور

ہمارے Contact Points بہت بڑھ گئے ہیں۔ اس زمانہ میں ہندوستان ایک ایسا ملک تھا جہاں جماعت احمدیہ کا رابطہ اور واسطہ زیادہ تر اسلام کے دشمنوں کے ساتھ تھا لیکن اب تو دنیا میں شاید گنتی کے چند ملک ایسے ہوں گے جہاں جماعت قائم نہ ہو ورنہ کوئی ایسی جگہ آپ کو نہیں ملے گی جہاں جماعت کا رابطہ کسی نہ کسی رنگ میں نہ رہا ہو یا اس وقت موجود نہ ہو۔ مثلاً روس ایک ملک ہے۔ باوجود اس کے کہ وہاں تبلیغ کی اجازت نہیں وہاں کے ایک رسالہ نے اس بات کو تسلیم کیا ہے کہ جماعت احمدیہ روس کے علاقوں میں بھی موجود ہے اگرچہ ان کا اپنے مرکز سے رابطہ نہیں۔ پس جب میں یہ کہتا ہوں کہ دنیا میں ہر جگہ احمدی پائے جاتے ہیں تو اسی کی بنا پر کہتا ہوں۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ جماعت احمدیہ کا وجود چین میں بھی ہے، روس میں بھی ہے، مشرقی یورپ میں بھی ہے، بلکہ مشرقی یورپ کے ایک ملک کے متعلق ایک مصدقہ اطلاع یہ ملی ہے کہ وہاں اس وقت خدا تعالیٰ کے فضل سے جتنے مسلمان ہیں ان میں ایک بھاری اکثریت جماعت احمدیہ سے تعلق رکھنے والے مسلمانوں کی ہے۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب Contact Point وسیع ہو گیا ہو تو خدمت کی ضرورت اور بھی زیادہ پیش آیا کرتی ہے لیکن یہ ایک امر واقعہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں جتنا احمدی مبلغ تھا اور دعوت الی اللہ کیا کرتا تھا آج اس سے کم ہے۔ اس وقت ہر احمدی مبلغ تھا، ہر شخص دعوت الی اللہ کر رہا تھا۔ ایک زمیندار کھیتوں میں ہل چلاتا تھا تو وہ بھی تبلیغ کر رہا ہوتا تھا، ایک تاجر جب لفافوں میں سودا ڈال کر گاہکوں کے ہاتھ فروخت کر رہا ہوتا تھا تو اس وقت بھی وہ تبلیغ کر رہا ہوتا تھا، ایک حکیم جب دوائیوں کی پڑیاں بنا کر کسی کو دیتا تھا یا ڈاک میں پارسل بھیجتا تھا تو وہ ساتھ تبلیغ کر رہا ہوتا تھا، کوئی احمدی کسی بھی حیثیت کا ہو خواہ وہ وکیل ہو یا ڈاکٹر ہو، خواہ وہ تاجر ہو یا کوئی اور پیشہ ور ہو، خواہ نجار ہو یا لوہار ہو، ہر حیثیت میں وہ پہلے مبلغ تھا اور اس کی دوسری حیثیت بعد میں تھی۔ چنانچہ یہی وجہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ''لیکچر لدھیانہ'' میں یہ بات واضح فرمائی کہ جہاں تک بیعتوں کے اعداد و شمار کا تعلق ہے دو ہزار، چار ہزار، چھ ہزار تک بیعتیں موصول ہوتی ہیں۔ (لیکچر لدھیانہ، روحانی خزائن جلد نمبر 20 صفحہ 258) اگر مبلغ نہیں تھے تو یہ بیعتیں کہاں سے آرہی تھیں۔ اس زمانہ میں ہر ماہ چھ چھ ہزار بیعتیں عام روٹین (Routine) یعنی معمول کے مطابق ہوا کرتی تھیں جس کا مطلب ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں بہتر ہزار بیعتیں

سالانہ ہوا کرتی تھیں۔ علاوہ ازیں بعض ایسے اوقات بھی آتے تھے جب غیر معمولی شان کے ساتھ کوئی نشان ظاہر ہوتا تھا تو اچانک بیعتوں کی رفتار میں غیر معمولی اضافہ ہو جایا کرتا تھا۔ بعض اوقات ڈاکیا پھیرے مارتے مارتے تھک جاتا تھا۔ بیعتوں کا ایک تھیلا اٹھا کر لایا، پھر دوسرا تھیلا لے جانے چلا جاتا تھا۔ پھر وہ تیسرا لینے چلا جایا کرتا تھا۔ یہ برکت اس وجہ سے تھی کہ نفوس کی قربانی میں بھی برکت تھی۔ خدا تعالیٰ کی برکتیں ہماری قربانیوں کی برکتوں کے ساتھ ایک نسبت رکھتی ہیں۔ یہ درست ہے کہ ہماری قربانیوں سے سینکڑوں گنا زیادہ اللہ کے فضل ہوتے ہیں مگر وہ نسبت پھر بھی قائم ہے۔ اگر ایک اور سو کی نسبت آپ کہیں تو جب دس قربانیاں نازل کریں گے تو ہزار فضل نازل ہوں گے۔ یہ تو نہیں کہ ایک قربانی کے بعد سو اور دس کے بعد بھی سو ہی رہیں اس لئے فضلوں کو بڑھانے کی بھی تو کچھ ادائیں ہوا کرتی ہیں وہ ادائیں اختیار کرنی پڑیں گی۔

اس وقت تمام دنیا میں جو عیسائی مبلغ کام کر رہے ہیں ان کی تعداد دو لاکھ پچھتر ہزار کے قریب ہے اور یہ وہ عیسائی مبلغ ہیں جو عام پادری نہیں جو چرچوں میں عبادت کی خاطر مقرر ہوتے ہیں بلکہ یہ خالصتاً تبلیغی تنظیموں سے وابستہ ہیں اور ان کی زندگی کا مقصد تبلیغ کے سوا اور کچھ نہیں۔ اگر صرف ان کی تنخواہوں ہی کا حساب لگا کر آپ دیکھیں تو حیران رہ جائیں گے۔ اس کے علاوہ بے شمار دوسرے خرچ ہیں جو ہر ایک پادری کے ساتھ لگے ہوئے ہیں۔ مثلاً لٹریچر کی اشاعت ہے، دولت کی مفت تقسیم ہے، لوگوں کو سامان مہیا کرنا، ان کو ہر قسم کے لالچ پیش کرنا، ہسپتالوں، سکولوں اور کالجوں کے ذریعہ ان کی مدد کرنا وغیرہ۔ یہ اتنی بھاری رقم بن جاتی ہے کہ ہم اس کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔ صرف ان کی تنخواہوں پر ہر سال ارب ہا ارب روپیہ خرچ ہو رہا ہے جبکہ ہم بے چارے تو غریب لوگ ہیں ہمارے پاس سالانہ بجٹ چند کروڑ میں ہے۔ اگر یہ سارا روپیہ بھی ہم مبلغوں پر خرچ کر دیں اور ایک آنہ بھی دوسری جگہ خرچ نہ کریں تب بھی تعداد میں ہزاروں مبلغوں سے آگے نہیں بڑھ سکتے اور وہ دو لاکھ پچھتر ہزار کے لگ بھگ ہیں۔ اعداد و شمار دینے والے مختلف لوگ ہیں کچھ فرق سے اعداد و شمار دیتے ہیں لیکن جو میں نے جائزہ لیا ہے اس کے مطابق تقریباً پونے تین لاکھ باقاعدہ عیسائی مبلغ اس وقت دنیا میں کام کر رہے ہیں اور اگر اس کے ساتھ مارمن چرچ کے پچاس ہزار سالانہ واقفین زندگی کو بھی شامل کر لیا جائے تو یہ تعداد سوا تین لاکھ بن جاتی ہے۔

اب سوال یہ ہے کہ سوا تین لاکھ کے مقابل پر ہمارے سو دو سو یا تین سو مبلغ کس طرح نبرد آزما ہوسکیں گے؟ اس کا علاج قرآن کریم نے بیان کر دیا ہے اور یہ کیسا آسان اور کیسا پاکیزہ علاج ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تم بلاؤ اور عمل صالح کے تقاضے پورے کرو اور عمل صالح کے تقاضوں میں یہ بات داخل کر دی ہے کہ انسان نفوس کی قربانی بھی دے اور اموال کی قربانی بھی دے بلکہ مسلمان کی شرط میں یہ داخل کر دیا کہ دعوت الی اللہ کرنے والا ہو۔ اس سے زیادہ کھول کر اور کیا بات کی جاسکتی ہے۔ گویا یہ آیت یہ کہہ رہی ہے کہ تم اسلام کا بے شک دعویٰ کرو تمہیں کوئی نہیں روکتا لیکن اگر ایسے اسلام کا دعویٰ کرو گے جو خدا کی نظروں میں حسین اسلام ہے بلکہ سب حسنوں سے زیادہ حسن رکھنے والا اسلام ہے تو پھر دعوت الی اللہ لازمی اور پہلی شرط ہے۔ پھر دوسری شرط عمل صالح ہے۔ پھر اجازت ہے کہ اب کہو کہ ہاں میں مسلمان ہوں ۔ نہ صرف اجازت ہے کہ بلکہ فرض ہے کہ پھر یہ کہو کہ میں مسلمان ہوں۔ غرض مبلغین کی کمی کا علاج ہمیں بتا دیا۔ اگر ہر احمدی اپنے آپ کو اول طور پر مبلغ بنالے اور نفس کی قربانی میں سب سے زیادہ اہمیت دعوت الی اللہ کو دے تو آپ کے مبلغوں کی تعداد ساری دنیا کے عیسائی مبلغوں کی تعداد سے بڑھ جاتی ہے۔ بعض جگہ ایک ایک ملک میں آپ کے مبلغوں کی تعداد ساری دنیا کے عیسائی مبلغوں کی تعداد سے بڑھ جاتی ہے اور یہ خیال کر لینا کہ مبلغ ہونے کے لئے باقاعدہ جامعہ سے پاس ہونا ضروری ہے، بڑی ہی بیوقوفی اور نادانی ہے، انسان اپنی حیثیت کو نہ پہچاننے کے نتیجہ میں یہ بات سوچتا ہے۔

امر واقعہ یہ ہے کہ ہر مسلمان جو میدان جہاد میں داخل ہونا چاہے اس کا سب سے بڑا ہتھیار دعائیں ہیں۔ انسان جب اللہ کی طرف بلاتا ہے تو مدد بھی تو اللہ ہی سے مانگتا ہے اسی لئے وہ ہر روز پانچ وقت ہر نماز کی ہر رکعت میں اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ (الفاتحہ:۵) پڑھتا ہے کہ اے خدا! میں تیری ہی عبادت کروں گا۔ وعدہ کر چکا ہوں، نیت یہی ہے لیکن اب مدد بھی میں نے تجھ سے مانگنی ہے تو مددگار ہوگا تو حق ادا ہوں گے۔ پس دعوت الی اللہ کا سب سے بڑا ہتھیار تو اللہ کی مدد ہے اور دعا ہے۔ دعا کے ذریعہ ایک مسلمان جب میدان جہاد میں داخل ہوتا ہے تو ساری دنیا کی طاقتیں اس کے مقابل پر کوئی حیثیت نہیں رکھتیں اس لئے **تمام دنیا کے احمدیوں کو میں اس اعلان کے ذریعہ متنبہ کرتا ہوں کہ اگر وہ پہلے مبلغ نہیں تھے تو آج کے بعد ان کو لازماً مبلغ بننا پڑے گا۔ اسلام کو**

ساری دنیا میں غالب کرنے کے بہت وسیع تقاضے ہیں اور یہ بہت بڑا بوجھ ہے جو جماعت احمدیہ کے کندھوں پر ڈالا گیا ہے۔ عیسائی دنیا کو مسلمان بنانا کوئی معمولی کام نہیں لیکن عیسائی دنیا کے اندر جو مزید بگاڑ پیدا ہو چکے ہیں وہ اتنے خطرناک اور خوفناک ہیں کہ ان کی اصلاح کا کام ایک بہت بڑا منصوبہ چاہتا ہے اور بے انتہا ذہنی اور عملی قوتیں اس پر صرف کرنی پڑیں گی۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ اس وقت عیسائیت کے نتیجہ میں دنیا میں بہت گند پھیل چکا ہے۔ کئی قسم کی روحانی بیماریاں جڑیں پکڑ چکی ہیں۔ بعض بیماریاں کینسر کی شکل اختیار کر چکی ہیں۔ دعاؤں کے نتیجہ میں اللہ چاہے تو اصلاح فرماوے لیکن عملاً جہاں تک انسان غور کرتا ہے، انسان کے بس میں ان کی اصلاح نظر نہیں آتی۔ اسی طرح دہریت نے دنیا میں جتنا فروغ حاصل کیا ہے اس کی اصل ذمہ داری بھی عیسائیت پر عائد ہوتی ہے جیسا کہ قرآن کریم میں آتا ہے۔

كَبُرَتْ كَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ أَفْوَاهِهِمْ ۚ إِنْ يَقُولُونَ إِلَّا كَذِبًا ۝

(الکہف: ۶)

بعض نادان سمجھتے نہیں، وہ کہتے ہیں اللہ تعالیٰ کا کیا نقصان ہے اگر ہم نے ایک شریک بنا لیا تو اس سے کیا فرق پڑتا ہے ہم نے اپنا ہی نقصان کیا۔ آخر خدا کیوں عیسائیت کے اتنا پیچھے پڑ گیا ہے۔ کیوں بار بار یہ کہتا ہے کہ تین خدا بنا لئے اور ظلم ہو گیا اور اندھیر نگری ہو گئی تو اسکی وجہ یہ ہے کہ اگر آپ آج کی تاریخ اور انسانی انحطاط کا تجزیہ کریں تو اکثر بیماریوں کی ذمہ داری عیسائیت پر عائد ہو گی۔ وہ سر چشمہ بنتی ہے آج کی ساری بیماریوں کا۔ یہ ایک بنیادی حقیقت ہے کہ اگر نظریہ نامعقول ہو جائے تو اس کے نتیجہ میں بالآخر جس طرف وہ نظریہ بلانے والا ہے اس پر بھی یقین اٹھ جاتا ہے۔ چنانچہ عیسائیت نے دہریت کو جنم دیا ہے، عیسائیت نے اشتراکیت کو جنم دیا ہے، عیسائیت نے بے حیائی کی ہر تحریک کو جنم دیا ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ عیسائیت کا عقیدہ بنیادی طور پر انسانی عقل سے ٹکرا رہا تھا وہ قابل قبول نہیں تھا۔ ظاہر ہے جب خدا کی طرف بلانے والے ایک نامعقول بات کی طرف بلانے لگیں تو خدا کی ہستی کا اعتبار اٹھ جاتا ہے۔ چنانچہ اس وقت عیسائی دنیا کے وسیع جائزہ سے جو اعداد و شمار مشہور امریکی رسالہ "Time" میں شائع ہوئے ہیں ان سے یہ معلوم ہوا ہے کہ عیسائی کہلانے والوں میں سے صرف ۲۲ فیصد ایسے ہیں جو یہ دعویٰ کرتے ہے کہ وہ خدا کی ہستی کے قائل ہیں

باقی عیسائی کہلانے والے خدا کی ہستی کے قائل ہی نہیں اور جو عیسائیت کے قائل ہیں ان کی بیماریاں بھی بے شمار ہیں۔ پس نامعقول نظریہ کے نتیجہ میں دنیا دکھوں میں مبتلا ہو جاتی ہے اور ایسے خطرناک فتنے پھوٹتے ہیں جو انسان کے لئے بڑی وسیع تباہی کا موجب بنتے ہیں۔ یہ اس تجزیہ کا وقت تو نہیں لیکن اشارۃً آپ کو یہ بتا رہا ہوں کہ اگر آپ غور کریں اور تدبر سے کام لیں تو آج کے زمانہ کی اکثر بیماریاں اور مصیبتیں عیسائیت سے پھوٹتی ہوئی نظر آئیں گی اس لئے عیسائیت کے خلاف سب سے زیادہ جہاد کی ضرورت ہے اور اس جہاد میں ہر احمدی کو لازماً شامل ہونا پڑے گا۔ مجھے یقین ہے اگر ہر احمدی اس جہاد میں شامل ہو جائے تو ہماری تعداد ان کے مبلغین سے کئی گنا بڑھ سکتی ہے۔

تبلیغ کے نتیجہ میں علم خود بخود آ جاتا ہے۔ پہلے علم حاصل کر کے تبلیغ کرنا بھی اچھی بات ہے لیکن جس شخص کو یہ توفیق نہ ہو اور اکثر کو نہیں ہوتی ان کو انتظار کئے بغیر میدان میں کودنا پڑے گا۔ اس سلسلہ میں دعا اصل چیز ہے۔ میں ایک لمبا عرصہ تبلیغ کے کام سے منسلک رہا ہوں۔ میرا یہ تجربہ ہے اور حقیقت بھی یہی ہے کہ کسی بھی بڑے سے بڑے عالم کی کوششیں ثمر آور نہیں ہوتیں جب تک وہ بنیادی طور پر متقی اور دعا گو نہ ہو۔ اور بڑے بڑے ان پڑھ میں نے دیکھے ہیں جن کو دین کے لحاظ سے کوئی وسیع علم نہیں تھا لیکن ان کی باتوں میں نیکی اور تقویٰ تھا، ان کو دعاؤں کی عادت تھی وہ بڑے کامیاب مبلغ ثابت ہوئے اس لئے جو اصل ہتھیار ہے وہ تو ہر ایک احمدی کو مہیا ہے پھر وہ باقی چیزوں کا انتظار کیوں کرتا ہے۔ ہاں جب تبلیغ کے میدان میں وہ کودیں گے تو رفتہ رفتہ اللہ تعالیٰ خود ان کی تربیت فرمائے گا، ان کے ذہنوں کو جلا بخشے گا، ان کے علم میں برکت ڈال دے گا۔ یہ ایسے ہی ہے جیسے ایک عام انسان جب کوئی کام شروع کرتا ہے تو قانون قدرت خود بخود انتظام کرتا ہے کہ اس کا کام پہلے سے بہتر ہوتا چلا جائے۔ مثلاً بچہ ہے وہ پہلے چلنا سیکھتا ہے تو پھر دوڑنے لگتا ہے۔ دوڑتا ہے تو پھر بڑے بڑے عظیم الشان کارنامے سرانجام دینے لگ جاتا ہے۔ ہر ورزش کے نتیجہ میں (سوائے اس کے کہ انسانی طاقت سے بڑھ کر کی جائے) پہلے سے بڑھ کر طاقت پیدا ہوتی ہے۔ اسی طرح آپ تبلیغ کے میدان میں جائیں گے تو خدا تعالیٰ خود آپ کو مضمون سکھائے گا۔ اور عیسائیت تو اتنی بودی ہے، اتنی بے معنی ہے، اتنی بے حقیقت ہے، اس کا نظریہ اتنا لچر ہے کہ کسی احمدی کے لئے عیسائیت کے مقابل پر کسی تیاری کی کیا ضرورت ہے۔ جس کے عقیدہ میں عیسائی خدا کے بیٹے کی موت داخل ہوگئی ہو، جس

کی گھٹی میں یہ عقیدہ پڑا ہو کہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام فوت ہو چکے ہیں، جس کو ماں نے دودھ میں یہ بات پلائی ہو کہ کوئی فانی انسان دنیا میں کبھی ابدی زندگی نہیں پا سکتا صرف ایک خدا ہے جو ابدی زندگی پانے والا ہے، تمام انبیاء فوت ہو چکے ہیں۔ تو ایسے احمدی کو عیسائیت کے سامنے جانے سے کیا عار ہو سکتی ہے یا اس کو کیا تردد پیدا ہو سکتا ہے؟ امر واقعہ یہ ہے کہ عیسائی احمدیوں سے بھاگتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے لکھا ہے اور اپنی صداقت کے ثبوت میں یہ بات غیروں کے سامنے پیش فرمائی ہے کہ دیکھو! خدا تعالیٰ نے مجھے کسر صلیب کے لئے بھیجا تھا اور اس کا ثبوت یہ ہے کہ ایک عام احمدی جو میری طرف منسوب ہوتا ہے، جب وہ عیسائی پادریوں کے سامنے جاتا ہے تو ان کو جب یہ پتہ لگتا ہے کہ یہ شخص احمدی ہے تو وہ خود بخود بھاگ جاتے ہیں، مزید کسی بحث کی ضرورت ہی نہیں رہتی۔ ہم نے بچپن میں خود تجربہ کر کے دیکھا ہے۔ باوجود اس کے کہ ہم معمولی بچے تھے اور علم کے لحاظ سے بھی عملاً کورے تھے پھر بھی بعض عیسائی پادری ہمارے مقابل پر آنے سے کترا گئے۔

مجھے یاد ہے ایک دفعہ ڈلہوزی میں ایک چرچ میں ہم چلے گئے، اس وقت ہم سکولوں میں پڑھتے تھے۔ وہاں ایک دیسی پادری صاحب تھے، ان سے ہم نے گفتگو شروع کر دی، کچھ دیر کے بعد ان کا ایک بڑا پادری آ گیا۔ مجھے پتہ نہیں عیسائیت کے کس فرقہ سے وہ تعلق رکھتا تھا لیکن یورپین تھا۔ اس نے جب ہماری باتیں سنیں تو کچھ دیر کے بعد اس کو ہماری باتوں سے اندازہ ہو گیا کہ ہم احمدی ہیں۔ اس نے آگے بڑھ کر ہم سے پوچھا بچو! تم کون ہو، کیا تم جماعت احمدیہ سے تعلق رکھتے ہو؟ ہم نے کہا ہاں ہم احمدی ہیں۔ اس نے کہا اچھا! پھر تم سے ہمیں بات کرنے کی اجازت نہیں ہے۔ یہ کہہ کر اس نے ہمیں رخصت کر دیا۔

پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو دعویٰ فرمایا تھا اس کو تو احمدی بچوں نے بھی سچا ہوتا اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے اس لئے بالغ نظر احمدی جو دنیا کی تعلیم سے بھی مزین ہیں اور ساری دنیا میں پھیلے پڑے ہیں ان کے لئے عیسائیت کے سامنے جانے میں کون سا خطرہ ہے وہ پہلے سے ہی علمی لحاظ سے ہتھیار بند ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم کلام نے احمدی کے ذہن میں ایک ایسی روشنی پیدا کر دی ہے اور ایک ایسی جلا بخش دی ہے کہ جس نے عیسائیت کا مطالعہ نہ بھی کیا ہو وہ بھی عیسائی پادریوں سے ٹکر لینے کا اہل ہے اس لئے کسی انتظار کی ضرورت نہیں ہے صرف

ایک ذہنی تبدیلی کی ضرورت ہے۔

آج کے بعد اگر ہر احمدی یہ سوچ لے کہ وہ جس ملک میں اور جہاں بھی ہے وہ لازماً دنیا کمائے گا کیونکہ اس کے بغیر گزارہ نہیں ہے اور دین کی خاطر کچھ پیش کرنے کے لئے اسے دنیا کمانی چاہئے لیکن وہ ہمیشہ اس بات کو پیشِ نظر رکھے کہ اس کا مال کمانے کا مقصد بھی اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دینا ہوگا اور اس کی زندگی کے ہر لمحہ کا جواز اس بات میں مضمر ہوگا کہ وہ خدا کی خاطر جیتا ہے اور خدا کی طرف بلانے کے لئے جیتا ہے۔ اس عہد کے ساتھ جب وہ کام شروع کرے گا تو آپ دیکھیں گے اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ دنیا میں کس کثرت کے ساتھ اور کس تیزی کے ساتھ وہ انقلاب پیدا ہونا شروع ہو جائے گا جس کی ہم تمنا لئے بیٹھے ہیں۔

امر واقعہ یہ ہے کہ یہ انقلاب آپ کی راہ دیکھ رہا ہے، آپ کے خلوص کی راہ دیکھ رہا ہے، آپ کی بلند ہمتی کی راہ دیکھ رہا ہے، آپ کے قلب کے عزم صمیم کی راہ دیکھ رہا ہے۔ ان چیزوں کے بغیر جب آپ اس انقلاب کے پیچھے جاتے ہیں تو یہ انقلاب زیادہ تیز رفتاری کے ساتھ آپ سے دور بھاگ رہا ہوتا ہے۔ آج اگر دنیا کا ہر احمدی یہ عزم کر لے کہ اس نے اپنے نفس کی قربانی داعی الی اللہ کے رنگ میں خدا کے حضور پیش کرنی ہے اور خدا کی طرف بلانا ہے تو وہ انقلاب جو ہم سے دور بھاگتا ہوا نظر آ رہا ہے آپ دیکھیں گے کہ وہ ایک مقام پر ٹھہر گیا ہے، پھر وہ پلٹا ہے، پھر وہ آپ سے زیادہ تیز رفتاری کے ساتھ آپ کی طرف جھپٹتا ہوا نظر آئے گا تب کوئی نہیں کہہ سکے گا کہ ہم انقلاب کی طرف بڑھ رہے ہیں یا انقلاب ہماری طرف بڑھ رہا ہے۔ اس وقت کیفیت یہ ہو جائے گی کہ جیسے ماں دیر کے بعد بچھڑے ہوئے بچہ کو دیکھتی ہے اور بچہ دیر کے بعد بچھڑی ہوئی ماں کو دیکھتا ہے کوئی نہیں کہہ سکتا کون کس کی طرف زیادہ تیز رفتاری کے ساتھ جھپٹا تھا، دل سے ایک بے اختیار چیخ نکلتی ہے اور دونوں ایک دوسرے کی طرف لپکتے ہیں۔ اسی طرح اگر ہر احمدی اپنے دل میں عزم صمیم پیدا کر لے کہ وہ خدا کی خاطر زندہ ہے اور خدا کی خاطر زندہ رہے گا اور خدا کی طرف بلاتا رہے گا تو پھر آپ دیکھیں گے کہ وہ عظیم الشان انقلاب جو ہم نے دنیا میں برپا کرنا ہے وہ ہم سے زیادہ تیز رفتاری کے ساتھ ہماری طرف جھپٹے گا۔ وہ ہم سے دور جاتا ہوا دکھائی نہیں دے گا۔

پس دوستوں کو چاہئے کہ وہ داعی الی اللہ بننے کا عزم کریں اور دعا کریں اللہ تعالیٰ ہمیں

توفیق عطا فرمائے۔ زمانہ بڑی تیزی کے ساتھ ہلاکتوں کی طرف بڑھ رہا ہے۔ اس کے قدم روکنے ہیں تو ہم نے روکنے ہیں، اسکی نجات کے سامان پیدا کرنے ہیں تو خدا کے حضور گریہ وزاری کے ساتھ ہم نے پیدا کرنے ہیں اسے خدا کے قدموں میں حاضر کرنا ہے تو ہم نے حاضر کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی توفیق عطا فرمائے۔

خطبہ ثانیہ کے دوران حضور نے فرمایا:

اس اعلان کے تتمہ کے طور پر یہ بات بھی میں احباب کے سامنے کھول کر رکھنا چاہتا ہوں کہ جو لوگ دعاؤں کے خط لکھتے ہیں وہ اگر اپنے خطوں میں اس بات کا ذکر بھی کر دیا کریں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے داعی الی اللہ بن چکے ہیں اور انہوں نے دعوت الی اللہ کا کام شروع کر دیا ہے تو ان کے اس خط کے ساتھ میرے لئے یہ بہترین نذرانہ ہوگا۔ اور امر واقعہ یہ ہے کہ نذرانہ کا فلسفہ بھی یہی ہے کہ کسی کے ساتھ تعلق محبت کے نتیجہ میں دل میں بے اختیار دعا پیدا ہو اور جتنا تعلق بڑھتا ہے اتنی زیادہ دعا دل سے اٹھتی ہے۔

پس جہاں تک میرے دل کا تعلق ہے میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اس سے زیادہ پیارا اور اس سے زیادہ عزیز نذرانہ میرے لئے اور کوئی نہیں ہوگا کہ احمدی خواہ وہ مرد ہو یا عورت، بچہ ہو یا بوڑھا مجھے دعا کے ساتھ یہ لکھے کہ میں خدا کے فضل کے ساتھ ان لوگوں میں داخل ہو گیا ہوں جو اللہ کی طرف بلاتے ہیں، جن کا عمل صالح ہے اور جو خدا کے فرمان کے مطابق یہ اعلان کرتے ہیں کہ ہم مسلمان ہیں۔ جب یہ بات ساتھ لکھی ہوئی ملے گی اور اس کے ساتھ پھر اللہ تعالیٰ کے فضل سے بعد میں بیعتیں بھی آنی شروع ہوں گی تو پھر آپ دیکھیں گے کہ کس طرح میرے دل سے دعائیں پھوٹ پھوٹ کر نکلیں گی، میرے دل ہی سے نہیں ہر احمدی کے دل سے ان لوگوں کے لئے پھوٹ پھوٹ کر دعائیں نکلیں گی۔ اللہ تعالیٰ آپ کو ایسے نذرانے دینے والا بنا دے اور مجھے ایسے نذرانے قبول کر کے ان کا حق ادا کرنے والا بنا دے۔ آمین۔

(روزنامہ الفضل ربوہ ۲۶؍اپریل ۱۹۸۳ء)